حبیب الرحمٰن بٹالوی

کام کے لوگ

بس میں سفر کرتے ہوئے ایک ہمراہی نے بتایا کہ ایک دفعہ میرے ایک دوست مجھے کہنے لگے چلیں آج آپ کو اسٹیڈیم لیے چلتے ہیں جہاں کرکٹ کے ورلڈ کپ میچ ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا ورلڈ کپ میچ تو ملک سے باہر اتنی دور ہو رہے ہیں ہم وہاں کیسے جائیں گے کہنے لگے چلیں تو سہی آپ کو میچ دکھاتے ہیں۔ وہ صاحب ہمیں بہت بڑی کوٹھی میں لے گئے جس کے اندر ایک ہال میں دیکھا کہ ایک وسیع و عریض سکرین دیوار پر آویزاں ہے اور کوئی تیس چالیس آدمی بیٹھے میچ دیکھ رہے ہیں۔ خم، سبو، ساغر، صراحی، جام، پیمانہ سب گردش میں ہیں۔ میچ کی ایک ایک بال پر پیسے لگ رہے ہیں۔ ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ میزبان میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ کا شکریہ! آپ ہماری محفل میں تشریف لائے۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ بھی ہمارے ساتھ اس کھیل میں شرکت فرما سکتے ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں کھیلوں گا بلکہ میں تو جا رہا ہوں۔ کہنے لگے نہیں نہیں یہ تو ہماری توہین ہے کہ کوئی مہمان ہمارے ہاں آئے اور خالی ہاتھ واپس چلا جائے۔ یقین کریں ہم بڑے ایماندار لوگ ہیں۔ ایک ایک پیسے کا حساب رکھتے ہیں۔ اور بڑی احتیاط کے ساتھ ہر آدمی کی رقم شام کو اس کے گھر بھجوا دیتے ہیں۔ خیر میں نے کام کا بہانہ بنا کر جان چھڑائی اور چلا آیا۔

قارئین کرام! یہ تو تھا ہماری معاشرت کا ایک پہلو۔ دوسری طرف میرے بڑے بھائی (الطاف الرحمٰن بٹالوی) بیان کرتے ہیں کہ پچھلے ماہ رمضان میں مجھے ایک ایسی خانقاہ میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں صبح ساڑھے چار بجے فجر کی نماز ہوتی۔ نماز کے بعد درس حدیث ہوتا۔ پانچ بجے سے گیارہ بجے قبل دوپہر تک آرام کا وقت۔ پھر ایک گھنٹہ تعلیم ہوتی۔ ظہر کی نماز کے بعد مجلس ذکر۔ چار بجے سہ پہر سے لے کر سوا پانچ بجے تک انفرادی ذکر اذکار جاری رہتا۔ افطاری کے بعد مغرب پھر نوافل اوابین۔ کوئی پونے آٹھ بجے کھانا۔ معتکفین کی تعداد کوئی دو ہزار تھی۔ جن میں سولہ سو سنت اعتکاف اور کوئی چار سو نفلی اعتکاف میں ہوتے۔ روزانہ کوئی سو ڈیڑھ سو آدمی نئے آتے۔ اور اتنے ہی چلے جاتے۔ کوئی اَسی افراد ان معتکفین کی خدمت پر مامور تھے۔ جن میں وہاں کے طلباء کے ساتھ ساتھ اساتذہ بھی شامل تھے۔ کوئی نو بجے رات کھانے سے فارغ ہو کر نماز عشاء اور تراویح شروع ہوتی جو رات ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہتی۔ امام صاحب تراویح میں تلاوت کردہ قرآن مجید کا مفہوم بیان کرتے۔ ساڑھے بارہ بجے خدمت گذار قہوہ کی پیالی لے کر ہر آدمی کے پاس پہنچ جاتے۔ تازہ دم ہونے کے بعد پھر انفرادی عمل...... ذکر اذکار۔ تراویح کے بعد نفل بھی ادا کیے جاتے جن میں حفاظِ کرام الگ سے اپنا آموختہ سناتے۔ دو بجے سحری کی ابتدا ہو جاتی اور سوا تین بجے تک سب لوگ سحری سے فارغ ہو کر نوافل، عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ فجر کی نماز کے بعد پھر آرام کا وقت آجاتا جو گیارہ بجے تک جاری رہتا۔

عزیزانِ محترم! غور کریں۔ کیا ایمان کا نور اور باطل کی تاریکی مساوی ہو سکتے ہیں۔ کیا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا پہلی حالت والے لوگ بہتر ہیں جس میں اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت پائی جاتی ہے۔ نحوست ہی نحوست ہے۔ یا بعد کی کیفیت والے بہتر ہیں۔ جس میں برکت ہی برکت ہے۔ رحمت ہی رحمت ہے۔

کام کے لوگ بصد دقت، ہر زمانے میں چند ملتے ہیں　　　ورنہ اس نیک بخت دنیا میں، سب ترقی پسند ملتے ہیں